# تنزیل و تاویل

# تفسیر سورۂ کوثر

مصنفہ :- استاذ امام مولانا حمید الدین فراہی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تفسیر نظام القرآن

مترجمہ :- جناب مولنٰنا امین احسن صاحب اصلاحی ۔

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ　　(۱) ہم نے تجھے بخشا کوثر ۔

فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ　　(۲) پس اپنے خداوند ہی کی نماز پڑھ، اور اسی کیلئے قربانی کر

اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ　　(۳) تیرا دشمن خود ہی منقطع ہے ۔

**سورۃ کا عمود اور ماقبل وما بعد سے ربط** (۱) اگلی سورۃ (سورۃ الماعون) کے متعلق معلوم ہو چکا ہے کہ یہ ان لوگوں کے بیان میں ہے جنہوں نے خانۂ کعبہ کے اہتمام میں خیانت کی، کیونکہ انہوں نے حج اور اس کے تمام مراسم بگاڑ دیے اور توحید اور غربا پروری مٹا کر نماز اور قربانی کی اصل حقیقت باطل کر دی، جن کی وجہ سے ان پر لعنت کی گئی اور اس بات کے سزاوار ہوے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دستور کے مطابق، اس نعمت کو ان سے چھین کر ان کے سپرد کرے جو اہل ہیں، جیسا کہ فرمایا ہے ۔

وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ ثُمَّ لَا یَکُوْنُوْٓا اَمْثَالَکُمْ ۔ (سورہ محمد)　　اگر تم برگشتہ ہو جاؤ گے تو خدا تمہاری جگہ دوسری قوم چن لے گا، پھر وہ لوگ تمہاری طرح نہ ہوں گے ۔

اس سے پہلے جو جماعتیں خیانت و بدعہدی کی مرتکب ہوئیں وہ ولایت بیت اللہ کے منصب سے محروم کر دی گئیں ۔ اسی دستور کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ (کوثر) کے ذریعہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت دی کہ بیت اللہ مسکن ابراہیم خلیلؑ اور ان کی ذریت کی ولایت کے لیے

خدا نے تم کو اور تمہاری امت کو منتخب کیا۔ اس ذریت کے ذریعہ خدا تمام قوموں کو برکت دے گا، جیسا کہ توراۃ میں وعدہ کیا ہے۔ اور اسی لیے بیت اللہ کو "مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلنَّاسِ" سرچشمۂ برکت اور لوگوں کے لیے ہدایت کہا۔

یہ عظیم الشان عطیہ الٰہی یقیناً سب سے بڑی کامیابی اور خیر کثیر ہے۔ یہی عطیہ اس حوض کوثر کا ضامن ہے جو اللہ تعالیٰ آخرت میں عطا فرمائے گا۔ ان اعتبارات سے یہ سورہ ماعون کے بعد اسی طرح آئی ہے جس طرح عذاب کے بعد رحمت، سلب کے بعد بخشش، اور اہل دوزخ کے بعد اہل جنت کا تذکرہ آتا ہے۔ یہ اسلوب قرآن مجید میں عام ہے۔

نیز چونکہ سورۂ کافرون میں جوار بیت اللہ سے ہجرت کا اعلان تھا، اس لیے نظم کلام مقتضی ہوا کہ پہلے بشارت اور تسلی کی سورۃ ہو تاکہ نظم قرآن ہی سے یہ واضح ہو جائے کہ خداوند تعالیٰ نے رنج سے پہلے راحت کا فیصلہ کر لیا ہے، اگرچہ اس کا ظہور بعد میں ہو۔ اسی وجہ سے سورۃ کافرون، جس میں اعلان ہجرت ہے، دو مبشر سورتوں یعنی سورہ کوثر اور سورۃ نصر کے درمیان رکھی گئی۔ اس کے علاوہ اس سورۃ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امر کی بھی بشارت دی گئی تھی کہ آپ کی امت زیادہ ہوگی اور آپ کے اعداء بیت اللہ کی برکتوں سے محروم ہوں گے۔ اس لیے سورۃ کافرون میں اس محرومی کی اصل علت یعنی توحید کا بیان ہوا جو بیت اللہ کا حقیقی سنگ بنیاد ہے۔

یہ سورۃ کے عمود اور اس کے ربط پر ایک اجمالی نظر تھی، تشفی بخش تفصیلات بعد میں آئیں گی۔

**لفظ کوثر کی تفسیر تاویل**

(۲) اس سورۃ کی صحیح تاویل لفظ "کوثر" میں چھپی ہوئی ہے۔ اس لیے ضرورت ہے کہ پہلے اس لفظ کی تحقیق کی جائے۔ اس کے متعلق سلف سے مختلف اقوال منقول ہیں، اس لیے ٹھیک معنی کی تعیین کے لیے کسی قدر تفصیل ناگزیر ہے۔

یہ معلوم ہے کہ "کوثر" "کثیر" کا مبالغہ ہے، "کثر" کے معنی دولت و ثروت کے ہیں۔ اس لیے کوثر کے

معنی ہوں گے ۔ بڑی کثرت اور برکت وثروت والا۔ کثیر اور کُثیر کی طرح کوثر بھی تسمیہ کے لیے مستعمل ہے بطریق صفت بھی اس کا استعمال عام ہے۔ لبید کا شعر ہے ؎

وصاحب ملحوب فجعنا بموته　　وعند الرداع بیت اخر کوثر

اور ملحوب کا سوار جس کی موت کے غم نے ہمکو محزون کیا　　اور رداع کے پاس ایک اور دا تا سردار کی قبر ہے

امیۃ بن ابی عائذ الہذلی کہتا ہے ؎

یحامی الحقیق اذا ما احتدمن　　وحمحمن فی کوثر کالجلال

وہ حرمت کی حفاظت کرتا ہے، جب وہ گرم ہوتی ہیں، اور ہنہناتی ہیں بادبان کی طرح پھیلے ہوئے غبار میں

اس میں موصوف مقدر ہے یعنی "فی غبار کوثر"۔ اس سے فعل بھی مستعمل ہے۔ حسان بن نشبۃ کا شعر ہے

ابوا ان یبیحوا جارھم بعد وھم　　وقد ثار نقع الموت حتی تکوثرا

انھوں نے اپنے پڑوسیوں کو دشمنوں کے لیے چھوڑ دینے سے انکار کر دیا، اور حال یہ تھا کہ موت کے غبار نے ابھر کر تمام چھا لیا تھا۔

اس لیے از روئے لغت یہاں کوثر کی تین تاویلیں ممکن ہیں :-

۱۔ یہ اسمیت کی طرف منقول ہو کر کسی خاص چیز کے لیے مخصوص ہو گیا ہو، جس کا نام اللہ تعالیٰ نے کوثر، رکھا ہو۔

۲۔ اس کو ایسے موصوف مقدر کی صفت مانا جائے، جس کے ساتھ اس کو خصوصیت ہو۔ مثلاً کہتے ہیں "مرد علی جرد" یعنی رجال مرد علی خیل جرد۔ (نوخیز نوجوان اصیل گھوڑوں پر) قرآن مجید میں ہے۔ "والذاریت" یعنی الریاح الذاریات (غبار اڑانے والی ہواؤں کی قسم) "ذات الواح ودسر" یعنی فلک ذات الواح ودسر (تختوں اور کانٹوں والی کشتی) اس کی مثالیں قرآن مجید میں بہت ہیں لیکن ایسا صرف اسی صورت میں جائز ہے جب صفت اس موصوف کے لیے مخصوص ہو، کہ بمجرد ذکر صفت موصوف ذہن میں آجائے

یا کوئی واضح قرینہ اس کی طرف اشارہ کر دے۔

۳۔ تیسری شکل یہ ہے کہ اس کو اسمِ صنف کی طرح اس کے عموم پر باقی رکھا جائے، جو قلیل و کثیر پر یکساں دلالت کرتے ہیں اور کسی کے ساتھ کوئی خصوصیت نہیں رکھتے۔ اس صورت میں اس کی حیثیت جوامع الکلم کی ہوگی۔ وہ ہر اس چیز پر اس کی دلالت یکساں ہوگی جس میں خیر کثیر ہو البتہ قرآن کے اشارہ سے بعض افرادِ صنف پر اس کی دلالت زیادہ واضح ہوگی۔

یہ تین احتمالات ہیں، لیکن ہم اس کی تاویل میں، جیسا کہ ساتویں فصل کے بعد معلوم ہوگا جس اصل کو نظر رکھیں گے وہ نظمِ سورت، سیاقِ آیات، ربطِ معنی اور حسنِ تاویل کی رعایت ہے رہا دوسرے وجوہ کا تذکرہ اور روایات کی تطبیق تو اس سے ہم محض اس لیے تعرض کریں گے کہ جو لوگ محاسنِ نظم اور حسنِ تاویل کی صحیح قدر و قیمت سے واقف نہیں ہیں ان کے شبہات کا ازالہ ہو سکے۔ اس تمہید کے بعد ہم کوثر کی تاویل میں سلف سے جو اقوال منقول ہیں، ان کو نقل کرتے ہیں۔

## کوثر کی تاویل میں سلف کے اقوال

۳۔ علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے کوثر کی تاویل میں تین قول نقل کئے ہیں۔

۱۔ کوثر جنت میں ایک نہر ہے۔ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، انسؓ، مجاہد اور ابو العالیہ رحمہم اللہ سے مروی ہے۔

۲۔ کوثر سے مراد خیرِ کثیر ہے۔ یہ حضرت ابن عباسؓ، سعید بن جبیرؓ، عکرمہؓ، قتادہ اور مجاہد رحمہم اللہ سے مروی ہے۔

۳۔ کوثر جنت میں ایک حوض ہے، یہ عطاء رحمہ اللہ سے مروی ہے۔

میرے نزدیک پہلے اور تیسرے قول میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس کو موقف کا حوض اور جنت کی نہر بھی کہا گیا ہے۔ اس لیے یہ ہو سکتا ہے کہ یہ حوض اسی نہر جاری کا ہو۔ پھر حضرت عکرمہ سے، جو کہتے ہیں

کہ کوثر سے خیر کثیر مراد ہے، ایک روایت یہ بھی ہے کہ کوثر سے مراد نبوت ہے۔ دوسری روایت ہے کہ کوثر قرآن ہے اسی طرح حکمت اور اسلام کی روایتیں بھی ہیں۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام روایات کو نقل کرکے یہ روایت اختیار کی ہے کہ جنت کی ایک نہر کا نام ہے۔ انہوں نے حضرت انس رضؓ کی روایت پر اعتماد کرلیا، جو آنحضرت سے مروی ہے اور ان اقوال میں باہم تطبیق کی زحمت نہیں اٹھائی ہے، حالانکہ جو جماعت دوسری بات کہتی ہے، انہی میں سے بعض پہلی بات بھی کہتے ہیں۔ اور اسی طرح پہلی بات کے کہنے والوں میں سے بعض دوسرے قول میں بھی شریک ہیں پھر یہی لوگ ہیں جن سے قرآن، حکمت، اسلام اور نبوت کی روایتیں بھی ہیں۔ نیز روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو معلوم تھا کہ کوثر جنت میں ایک نہر ہے، اور آنحضرت صلعم نے اس کی کیفیت بیان کردی تھی، پھر اس علم کے بعد، سمجھ میں نہیں آتا کہ ان لوگوں نے اختلاف کیوں کیا؟ خصوصاً حبر الامۃ اور ترجمان القرآن اور ان کے شاگرد عکرمۃ! اس لئے ضروری ہے کہ ان کے اقوال پر غور کیا جائے۔ تاکہ اصل حقیقت غیر مشتبہ صورت میں سامنے آجائے۔

**ان اقوال کا ماخذ اور اس امر کا بیان کہ ان سب کا مرجع ایک جامع حقیقت ہے**

(۴) جن لوگوں نے کوثر سے، جنت کی ایک نہر یا موقف کا حوض مراد لیا ہے، انہوں نے اس کو اسم مانا ہے، جو وصفیت سے منقول ہوگیا ہے، اور اس روایت پر اعتماد کیا ہے جس میں آنحضرت صلعم نے اس حوض کے متعلق خبر دی ہے جو اللہ تعالی آپ کو آخرت میں عطا فرمائے گا۔ اور جو لوگ اس سے "خیر کثیر" مراد لیتے ہیں وہ یا تو اس کا موصوف یعنی خیر محذوف مانتے ہیں کہ موقع ذکر نعمت کا ہے، یا خود صفت ہی کو خیر کثیر کے مفہوم میں لیتے ہیں اور دونوں صورتوں میں نتیجہ ایک ہی ہے ان کا اعتماد مندرجہ ذیل دلائل پر ہے،۔

۱۔ اگر لفظ کوثر صفت سے اسمیت کی طرف منقول ہوتا تو اس کو نکرہ آنا چاہیے تھا مثلاً

سلسبیل، تسنیم، علیین، سجین، غسلین۔ اور قرآن چونکہ عربی مبین میں ہے اس لیے وہ اس کی شرح کرتا کیونکہ تسمیہ ایک وضع جدید ہے۔ اس لیے کوثر کو لام تعریف کے ساتھ استعمال کرنا، درانحالیکہ وہ ایک ایسی چیز کا نام ہے جس سے لوگ واقف نہیں ہیں، قرآن کے عربی مبین ہونے کے منافی ہے۔ اس لیے بطریق نص وہ کسی خاص چیز کا نام نہیں ہو سکتا البتہ بطریق تاویل اس سے کوئی ایسی چیز مراد لے سکتے ہیں جس میں خیر کثیر ہو۔

۲۔ قرآن مجید کا یہ عام اسلوب ہے کہ وہ آخرت کی بخششوں کو یا تو بصیغہ مستقبل ذکر کرتا ہے یا ایسے قرائن کے ساتھ بیان کرتا ہے جن سے مستقبل مفہوم ہو سکے، مثلاً۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ۔ (والضحیٰ)　　اور جلد تیرا خدا اپنی بخشش سے تجھے خوش کر دے گا۔

يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا۔ (بنی اسرائیل)　　کہ تیرا رب تجھے مقام محمود میں کھڑا کرے۔

۳۔ لفظ اپنے عموم پر باقی رہنے کی صورت میں زیادہ وسعت و جامعیت رکھتا ہے، اور یہ معلوم ہے کہ قرآن دریائے معانی ہے۔ پھر لفظ کوثر خود وسعت کا مقتضی ہے، تحدید و اقتصار اس کے مزاج کے خلاف ہے۔

اس کے علاوہ یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ جو لوگ اس سے خیر کثیر مراد لیتے ہیں، وہ اس خبر کا انکار نہیں کرتے جو آخرت کے کوثر کے متعلق وارد ہے۔ وہ لفظ کو اس کی وسعت و عمومیت پر باقی رکھتے ہیں۔ جس کے دائرہ میں آخرت کی بخششوں سے یہ جنت کی نہر بھی داخل ہے، اور موجودہ نعمتوں میں سے قرآن، حکمت، نبوت اور اسلام بھی۔ وہ ان سب پر اس کا اطلاق بطریق تسمیہ و تعیین نہیں بلکہ بطریق تفسیر کرتے ہیں۔ یعنی لفظ کو اس کے عموم پر باقی رکھ کر اس کے مختلف معانی میں سے اس فرد پر اس کا اطلاق کر دیا جو سب سے زیادہ جامع اور اکمل ہے۔

ان لوگوں کا طریقہ یہ تھا کہ قرآن کی تفسیر قرآن سے کرتے تھے، اس لیے کوثر سے قرآن بھی مراد لیا

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مبارک (سرچشمۂ خیر و برکت) کہا ہے۔ اسی طرح حکمت بھی مراد لیا کیونکہ قرآن مجید میں ہے۔ مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا۔ جس کو حکمت بخشی گئی اس کو خیر کثیر بخشا گیا۔ اور یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں کیونکہ قرآن تمام جواہر حکمت کا خزانہ ہے۔ اسی اصول کے مطابق نبوت بھی اس کے دائرہ میں آگئی کہ فرمایا گیا ہے:۔ وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ نہیں بھیجا ہم نے تم کو مگر تمام عالم کے لیے رحمت بناکر۔ اسی طرح اسلام بھی اس میں داخل ہے بلکہ اسلام کی وسعت و ہمہ گیری کا دائرہ تو اس قدر وسیع ہے کہ تمام کائنات اس میں سما گئی ہے

وَلَهٗ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ　　　آسمانوں اور زمین میں جو ہیں سب اس کے سامنے سرنگندہ ہیں۔

اس تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ یہ تمام اقوال قرآن سے ماخوذ و مستنبط ہیں، اور اگرچہ الفاظ مختلف ہو گئے ہیں، لیکن حقیقت ایک ہی ہے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس ذیل میں اولاد کی کثرت، علما و اتباع کی زیادتی، فضائل اخلاق، حسن شہرت، خلق حسن، مقام محمود، خود اس سورۃ اور تمام انعامات خداوندی کا بھی تذکرہ کیا ہے، اور اس کو ابن عباس کی طرف منسوب کیا ہے۔ ان میں سے بعض چیزیں مذکورہ عمومیت میں داخل ہیں لیکن بعض لفظ کوثر کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتیں، تاہم لفظ کا عموم ان سب پر حاوی ہے۔ مگر ہمارے نزدیک استنباط کے لحاظ سے سلف کی تفسیر زیادہ صاف اور جچی تلی ہے۔

اس تفصیل سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ اس میں بہت سے مذہب نہیں ہیں، جیسا کہ بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ صرف دو مذہب ہیں۔ ایک یہ کہ کوثر سے کوئی خاص چیز مراد لی جائے یعنی حوض موقف یا نہر جنت یا حکمت یا قرآن یا اسی قسم کی کوئی اور چیز۔ دوسرا مذہب یہ ہے کہ یہ عام ہے، ہر چیز جس میں خیر کثیر ہو اس کے دائرہ میں داخل ہے۔ جو لوگ اس کو کسی معین چیز کا نام قرار دیتے ہیں،

اُن کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں آنحضرت صلعم نے نہر جنت کا ذکر کوثر کے نام سے فرمایا ہے۔ اور جو لوگ اس کو نہر اور نہر کے علاوہ دوسری چیزوں کے لیے عام مانتے ہیں، وہ حدیث اور قرآن میں تطبیق دینا چاہتے ہیں، انھوں نے قرآن کی تاویل، اس کی عبارت کے اقتضا کے مطابق کی اور حدیث کی تاویل اس طرح کردی کہ وہ قرآن کے خلاف نہیں پڑتی۔ اس لیے یہ اختلاف نہ ہوا بلکہ دو تاویلوں میں جمع کی شکل ہوئی، کیونکہ عام اور خاص میں کوئی تباین نہیں ہے۔

حضرت ابن عباس کے دو مختلف قولوں میں اسی قسم کی تطبیق حضرت سعید بن جبیر نے دی ہے چنانچہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت یہ کی ہے۔

| | |
|---|---|
| حدثنا ابو کریب قال حدثنا عمر | ........ سعید بن جبیر |
| بن عبید عن عطاء عن سعید بن | ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا |
| جبیر عن ابن عباس قال الکوثر نهر فی | کہ کوثر جنت میں ایک نہر ہے۔ اس کے کنارے سونے |
| الجنة حافتاه من ذهب وفضة یجری | اور چاندی کے ہیں، اور وہ در و یاقوت پر بہتی |
| علی الیاقوت والدر ماءه ابیض من | ہے، اس کا پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے |
| الثلج واحلی من العسل۔ | زیادہ شیریں ہے۔ |

دوسری روایت یہ ہے اور اسی قسم کی روایت صحیح بخاری میں بھی ہے۔

| | |
|---|---|
| قال حدثنی یعقوب قال حدثنی هشیم | کہا مجھ سے حدیث بیان کی یعقوب نے، کہا مجھ سے |
| قال اخبرنا ابو بشر وعطاء بن السائب | حدیث بیان کی ہشیم نے، کہا ہم کو خبر دی ابو بشر اور |
| عن سعید بن جبیر عن ابن عباس انه | عطاء ابن سائب نے ان دونوں نے روایت |
| قال الکوثر هو الخیر الکثیر الذی اعطاه | کی ابن عباس سے کہ انھوں نے کہا کہ کوثر وہ خیر کثیر |
| الله ایاه قال ابو بشر فقلت لسعید بن | ہے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو بخشا۔ ابو بشر کہتے ہیں |

جبیر فان ناسا یزعمون انه نهر فی الجنة — کہ میں نے سعید بن جبیر سے کہا کہ کچھ لوگوں کا خیال
قال فقال سعید النهر الذی فی الجنة — ہے کہ جنت کی ایک نہر ہے، تو سعید نے جواب دیا
من الخیر الذی اعطاه الله ایاه — کہ یہ جنت کی نہر اسی خیر کثیر میں سے ہے، جو اللہ تعالے
نے آپ کو بخشا ہے۔

یہ دو قولوں کے درمیان تطبیق کی شکل ہے۔ یعنی خاص اور عام میں توفیق پیدا کر دی گئی ہے۔ پھر اگر قرآن اور حدیث کے درمیان کامل تطبیق کے لیے یہ کہا جائے کہ جو کوثر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کو دنیا میں عطا فرمایا ہے، وہی اپنی حقیقی شکل میں موقف کا حوض اور جنت کی نہر ہے تو یہ تطبیق زیادہ بہتر ہو گی، اور بہ اعتبار تاویل بھی، زیادہ مناسب اور خوبصورت ہے۔ ہم آیندہ فصلوں میں اسی اجمال کی شرح کریں گے۔

**چند اشارات کہ کوثر خانہ کعبہ اور اس کا ماحول ہے** — پچھلی فصلوں میں معلوم ہو چکا ہے کہ سلف نے کوثر آخرت کے بارہ میں اختلاف نہیں کیا ہے بلکہ لفظ کے عموم اور صیغۂ ماضی کی رعایت سے ان چیزوں کو بھی اس کے دائرہ میں داخل کیا ہے جو داخل ہو سکتی ہیں۔ تاکہ لفظ عام، وسیع اور اپنی دلالت میں اسم با مسمیٰ (کوثر) ہو۔ یہی وجہ ہے کہ بعد کے مفسرین نے اس میں مزید جستجو اور کاوش جائز سمجھی۔ اگر اس کے متعلق کچھ کہنا بدعت و ضلالت ہوتا تو وہ خاموش رہتے اور سلف بھی کسی قسم کا اختلاف نہ کرتے اس لیے اگر میں کسی ایسی تاویل کا سراغ لگاؤں جو دونوں کوثروں کو ایک کر دے، تو جس طرح میں سلف کو اس باب میں ایک دوسرے کے خلاف نہیں پاتا، اسی طرح اپنے کو بھی ان کے خلاف نہ سمجھوں گا۔ البتہ یہ فرق ہوگا کہ انھوں نے اس کو عام قرار دیکر، اس سے حوض یا نہر جنت سمجھا، اور ان کے ماسوا ہر وہ چیز جس میں خیر کثیر ہو، مثلاً قرآن، حکمت، اسلام، نبوت، جن کو حوض یا نہر سے کوئی مناسبت نہیں۔ مگر میں اس سے وہ چیز مراد لیتا ہوں جس کو اس حوض یا نہر سے نہایت واضح مشابہت ہے

جس کی کیفیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں، اور جس کی حقیقت و روحانیت شب معراج میں آپ کے سامنے بے نقاب ہوئی۔ کیونکہ یہ ثابت ہے کہ اس میمون رات میں، جب پروردگار عالم نے اس عالم آب و گل کی بہت سی چیزوں کے حقائق آپ کے لیے بے حجاب کیے تو اس کوثر کی روحانیت کا بھی آپ کو مشاہدہ کرایا جو اس دنیا میں آپ کو بخشا گیا۔

اس عالم کے جو اسرار آپ پر بے نقاب ہوتے تھے، آپ کبھی ان کا ذکر تصریحاً فرماتے تھے مثلاً سورہ بقرہ اور آل عمران کے متعلق فرمایا:- وہ دونوں بدلیوں کی شکل میں نمودار ہوں گی۔ دنیا کی بابت فرمایا: "وہ بڑھیا کی شکل میں آئے گی"، موت کی نسبت فرمایا: "وہ ایک مینڈھے کی صورت میں آئے گی" اور کبھی صرف اشارہ فرما دیتے تھے کہ لوگ اس پر تدبر کریں، اور ان کے ذہن و عقل کی تربیت ہو۔ اس لیے یہ نہیں خیال کرنا چاہیے کہ آنحضرت صلعم نے تصریحاً یہ نہیں فرمایا کہ خانہ کعبہ قیامت کے دن حوض کوثر کی شکل میں نمودار ہوگا، کیوں کہ آپ نے اس کی طرف اشارات فرمائے ہیں اور ہم کو ان پر غور و فکر کی ترغیب دی ہے۔

اس تمہید کے بعد، ہم ان اشارات کی تفصیل کرتے ہیں جو ہمارے دعوی پر حجت ہیں۔

۱- یہ ایک حقیقت ہے کہ نفوس کے اندر، خدا کی طرف ایک فطری شوق و رغبت موجود ہے اور نفس انسانی اس سے محروم رہ کر تسلی نہیں پا سکتا۔ انسان کی یہی فطرت مذاہب و ادیان کے وجود کا سرچشمہ ہے۔ اسی طرح اشتیاق و بیقراری کا یہ نتیجہ ہے کہ تم دنیا کی کوئی قوم مذہب سے خالی نہیں پاتے۔

اب سوچو! اس فطری اشتیاق اور چاہ کی سب سے زیادہ موزوں تعبیر "پیاس" کے سوا کس چیز سے ہو سکتی ہے؟ زبور میں یہی تمثیل اکثر استعمال ہوئی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو اس کو پیش نظر رکھ کر ان موحدین کے حال پر غور کرو جو حج کے ایام میں بیت اللہ کے پاس سرتا پا اشتیاق و آرزو

ہو کر جمع ہوتے ہیں۔ کیا ان کی مثال، ان خشک لب پیاسوں کی سی نہیں ہے جو شدید تشنگی سے مضطر ہو کر کسی حوض کے پاس جمع ہو گئے ہوں؟ اگر یہ مشابہت واضح ہے تو خانہ کعبہ ان کے لیے دنیا میں اس حوض کوثر کی مثال ہے، جس پر میدان حشر میں وہ یکجا ہوں گے۔

۲۔ آنحضرت صلعم نے ہماری مسجدوں کو نہر سے تشبیہ دی ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ آپ نے فرمایا:۔

ارأیتم لو ان نهرا بباب احدکم　　بھلا بتاؤ اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر ایک نہر

یغتسل فیه کل یوم خمسا الخ ۔۔۔　　جس میں وہ روزانہ پانچ مرتبہ نہاتا ہو۔۔۔۔

یہ تمثیل ایک دوسرے پہلو سے پانی ہی کی ہے جس طرح پانی سیرابی کا ذریعہ ہے، اسی طرح طہارت کا ذریعہ ہے۔ اور معلوم ہے کہ ہماری تمام نمازوں کا سرچشمہ بیت اللہ ہے، اس اعتبار سے ہماری تمام مسجدیں گویا اسی سرچشمہ کی نہریں ہیں، جن سے ہم سیرابی اور پاکی حاصل کرتے ہیں۔

۳۔ خانہ کعبہ کے اجتماع سے جس طرح دوسری امتوں کے مقابل میں اس امت کی کثرت کا اظہار ہوتا ہے، اسی طرح حوض کوثر پر اس کا اجتماع اس کی کثرت کے اظہار کا سبب ہوگا۔ اس کثرت کے ظاہر کرنے کی بہترین صورت یہی تھی کہ کسی ایک مخصوص مقام پر اس کا اجتماع ہو۔ دوسری امتیں اس اجتماع سے اندازہ کرتی ہیں کہ زائرین بیت اللہ کا یہ متلاطم سمندر اس بحر بیکراں کا صرف ایک قطرہ ہے، جو پوری سطح ارض کو محیط ہے۔ پس جس طرح حوض کوثر پر اس امت کے اجتماع سے دوسرے انبیاء کی امتوں پر اس کی کثرت واضح ہوگی، اسی طرح موسم حج میں خانہ کعبہ کے پاس اس کا اجتماع اظہار کثرت کا ایک جلوہ ہے۔ غور کرو لفظ کوثر ان دونوں کی مطابقت کو کس طرح واضح کرتا ہے۔

۴۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ آپ اپنی امت کو حوض کوثر پر وضو کے آثار سے پہچانیں گے

یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ جو لوگ خلوص قلب کے ساتھ اس گھر کی زیارت کریں گے، وہی لوگ آخرت میں اس حوض پر آئیں گے جو اس گھر کی حقیقت ہے۔

۵۔ فتح مکہ کو خدا نے امت کی کثرت کا سبب بنایا چنانچہ حج اکبر کے بعد لوگ گروہ در گروہ اسلام میں داخل ہوئے۔

۶۔ مسجد حرام کو خدا نے "مبارک" (سرچشمہ خیر و برکت) کہا ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبٰرَکًا وَّهُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ (آل عمران ۹۵)    بلاشبہ خدا کا پہلا گھر جو لوگوں کے لیے تعمیر ہوا، وہ ہے جو مکہ میں سرچشمہ خیر و برکت اور لوگوں کیلئے ہدایت ہے

اس گھر کو خدا نے ایسی برکت سے نوازا کہ تمام عالم اس کی برکتوں سے مالامال ہوا، اور جیسا کہ ابراہیم خلیل ؑ سے وعدہ کیا گیا تھا حضرت اسمٰعیل کی ذریت میں خدا کی برکت حضرت اسحٰق کی ذریت سے زیادہ ہوئی۔ اس اجمال کی تفصیل سورۃ فیل میں گذر چکی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام برکتیں اسی بیت اللہ اور نماز و قربانی کا ثمرہ ہیں۔

یہاں شبہہ ہو سکتا ہے کہ خدا نے قرآن کو بھی مبارک کہا ہے، اس لیے حوض کوثر کے ساتھ اس کی مشابہت بھی واضح ہے لیکن یہ شبہہ صحیح نہیں ہے۔ قرآن کو مبارک دوسرے پہلو سے کہا گیا ہے، جس طرح بارش کو خدا نے مبارک کہا ہے، اسی طرح قرآن کو بھی مبارک کہا، کیونکہ بارش آسمان سے برس کر مردہ زمین کو زندہ کر دیتی ہے، اور قرآن نے آسمان سے نازل ہو کر مردہ دلوں کو زندہ کر دیا۔ قرآن کو مبارک کہنے میں حوض سے مشابہت کا کوئی پہلو نہیں پیدا ہوتا۔ قرآن کی عظمت اور بے پایاں وسعت کے اعتبار سے یہ تشبیہ بلاغت کے خلاف ہو گی۔

۷۔ یہ سورۃ صلح حدیبیہ کے دن نازل ہوئی جو فتح مکہ، حج، نماز، قربانی، غلبہ اسلام اور کثرت امت کا فتح باب ہے۔ یہاں تک کہ خدا نے اس صلح کو "فتح مبین" سے تعبیر کیا۔ سورۃ کے زمانہ نزول پر

چودھویں فصل میں مفصل گفتگو ہوگی۔

۸۔ آنحضرت صلعم نے اس حوض کے ایک گوشہ کے متعلق خبر دیکر باقی کی طرف اشارہ کر دیا ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں مروی ہے:۔

| | |
|---|---|
| قال علیہ السلام مابین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ ومنبری علی حوضی۔ | آنحضرت صلعم نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، اور میرا منبر میرے حوض کے اوپر ہے۔ |

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی مبارک سرزمین جس میں حجاج یکجا ہوتے ہیں، اس حوض کوثر کی شکل اختیار کرے گی، جس کی آنحضرت صلعم نے خبر دی ہے، اور میرے نزدیک بخاری کی مندرجہ ذیل روایت (مذکورہ نمبر ۹) میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔

۹۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نکلے، ایک شخص کے جنازہ کی نماز پڑھائی، پھر منبر پر تشریف لائے (یعنی منبر مسجد پر) اور فرمایا۔

| | |
|---|---|
| انی فرط لکم وانا شہید علیکم وانی واللہ لانظر الی حوضی الآن وانی اعطیت مفاتیح خزائن الارض او مفاتیح الارض وانی واللہ ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخاف علیکم ان تنافسوا فیھا۔ | میں تمہارے لیے حوض پر آگے جانے والا ہوں، اور میں تمہارے لیے شہادت دوں گا، اور قسم خدا کی میں اس وقت اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں، یا (راوی کو شبہ ہے) آپ نے یہ فرمایا کہ زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ اور مجھے خدا کی قسم تم سے اس بات کا ڈر نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن اس بات کا ڈر ہے کہ تمہاری بھاگ دوڑ طلب دنیا کی راہ میں ہو جائے۔ |

"فرط" عربی میں، اس شخص کو کہتے ہیں جو حوض پر پہلے سے پہونچ کر قافلہ کے لیے ڈول اور رسی وغیرہ کا

انتظام کرکے حوض کو بھر رکھتا ہے۔ "شهید علیکم" سے یہ مطلب ہے کہ آپ اپنی امت کو پہچانیں گے، اور لوگوں کے متعلق اپنی امت میں سے ہونے کی گواہی دیں گے۔ یہ آپ کی طرف سے شفاعت ہوگی۔

ان لفظوں میں آپ نے ان حالات کو بیان فرمایا ہے جو آخرت میں پیش آئیں گے، پھر آپ نے اشارہ فرما دیا کہ اس حوض کوثر کی ظاہری مثال آپ کے سامنے ہے، کیونکہ، جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے، آپ کا منبر آپ کے حوض کے اوپر ہے۔ اور یہ جو آپ نے فرمایا:۔ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں، تو اس سے فتح مکہ کے اس وعدہ کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے پورا فرمایا، چنانچہ فتح مکہ تمام زمین اور اس کے خزانوں کی فتح کا دیباچہ ثابت ہوا۔

۱۰۔ آنحضرت صلعم نے ظاہر فرما دیا ہے کہ آپ کے حوض کا طول مکہ اور مدینہ کے مابین مسافت جتنا ہے اس لطیف اشارہ سے ارض حرم اور آپ کے حوض کی مطابقت بھی واضح ہو گئی۔

لیکن اس جگہ ایک شخص کے دل میں خدشہ پیدا ہو سکتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مراد یہی تھی تو اس کو کھول کر کیوں نہیں فرما دیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس مقام کی تعبیر کے لیے قرآن مجید نے جو لفظ انتخاب کیا ہے، وہ بے شمار حقائق و معارف کا گنجینہ اور ہمارے لیے دعوت تفکر ہے۔ یہ ایک لفظ امت کی کثرت، مکہ کی فتح، ایام حج میں خانۂ کعبہ کے پاس، اور محشر میں حوض کوثر پر امت کے اژدھام، ان تمام حقائق کی طرف ایک ساتھ انگلی اٹھا کر اشارہ کرتا ہے۔

یہ تمام اشارات ہم نے اس مقصد کی تمہید و تائید کے لیے یکجا کیے ہیں جو نظم کلام سے واضح ہوتا ہے اور جس کی تفصیل انشاء اللہ اگلی فصلوں میں آئے گی اب تھوڑی دیر توقف کرکے حوض کوثر کی شکل و ہیئت پر بھی غور کر لینا چاہیے۔ ہمارا خیال ہے کہ اس سے بھی ہمارے مذکورہ نظریہ کی تائید ہوتی ہے کہ کوثر آخرت درحقیقت خانۂ کعبہ اور اس کے ماحول کی روحانی تصویر ہے۔ بعد کی فصل میں اس اجمال کی تفصیل ہے۔ (باقی)